بسم اللہ الرحمن الرحیم

الھدی سے وابستگی کے بیس سال

گزشتہ دنوں سے الھدی کے بارے میں طرح طرح کی منفی باتیں اور تبصرے سننے کو ملے جو زیادہ تر ان افراد کی طرف سے سامنے آئے جو الھدی کو صحیح طور پر جانتے ہی نہیں۔ جن کی معلومات کا زیادہ تر انحصار سنا سنایا ہے یا اپنے ذہن کا اخذ کردہ ہے یا پھر کسی تعصب پر مبنی ہے۔ چنانچہ اس بات کو اپنی اخلاقی ذمہ داری سمجھا کہ الھدی کے ساتھ وابستگی کے اپنے بیس سال کا ایک خلاصہ لکھوں جو کہ آنکھوں دیکھا، کانوں سنا اور ذاتی مشاہدات و تجربات کا عکاس ہے۔ اللہ تعالیٰ حق بات کہنے کی توفیق دے

الھدی سے میرا تعلق اس وقت قائم ہوا جب قائداعظم یونیورسٹی سے اپنا ماسٹرز مکمل کرنے کے بعد فراغت کے کچھ دن میسر آئے۔ اپنی والدہ کی خواہش پر میں ڈاکٹر فرحت ہاشمی صاحبہ کی کلاس میں شرکت کے لیے گئی تھی مگر اس کے بعد وہ میرے لیے ایک مشفق استاد اور بہترین مربی بن گئیں۔ قرآن مجید کو سکھانے اور پڑھانے کے لیے لفظی ترجمے کا جو اسلوب انہوں نے اختیار کیا اس نے قرآن کے ساتھ گہری وابستگی قائم کرنے میں بہترین مدد دی۔ آسان فہم انداز میں متن قرآن کو قرآن مجید اور احادیث مبارکہ ہی کی روشنی میں سمجھانے کا ان کا انداز دل کو روشن کرتا چلا گیا۔ ایک سال کا کورس زندگی کا خوشگوار او رخوبصورت تجربہ رہا۔

کورس مکمل کرنے کے بعد استاذہ محترمہ کی رہنمائی میں الھدی میں کام کرنے کا موقع ملا۔ گزشتہ بیس سال کے اس طویل دورانیے میں الھدی نے کئی اعتبار سے ترقی کی اور بہتر سے بہتر کام کرنے کی طرف توجہ دی جو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ الھدی کے تعلیمی طریقہ کار میں جس بات پر زیادہ زور دیا جاتا رہا وہ قرآن مجید کے متن کو صحیح طور پر سمجھنا تھا۔ قرآن اللہ کا کلام ہے اور انسان کی نفسیات کے مطابق اترا ہے اس لیے اس کی تعلیمات آفاقی ہیں۔ ان میں انسان کو اس زمین پر اللہ کا بندہ بن کر زندگی گزارنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اللہ کی بنائی ہوئی اس زمین پر اسے فساد کے لیے نہیں بلکہ قیامت تک کے لیے فساد فی الارض کرنے والی شیطانی قوتوں سے مقابلہ کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ یہ کتاب ہدایت انسان کو اپنی اور معاشروں کی اصلاح کی طرف آمادہ کرنے کے لیے نازل کی گئی۔ بندے کو اپنے خالقِ حقیقی کی پہچان دلانے وراس کے آگے جواب دہی کے ایک اعلیٰ تصور کی درستگی کے لیے بھیجی گئی۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا کہ الھدی، اس کتاب کے اصل مقصد کو پسِ پشت ڈال کر کسی بھی قسم کی شدت پسندی کی تعلیم دیتا۔ وہ ادارہ جو "قرآن سب کے لیے" کا وژن لے کر آگے بڑھا، کس طرح قرآنی تعلیمات ہی سے انحراف کر سکتا تھا۔ گزشتہ بیس سال میں الھدی نے انتہائی اخلاص، محبت اور خیر خواہی کے ساتھ قرآن کا پیغام دنیا کے سامنے رکھا جسے ایک بہت بڑی اکثریت نے خوشدلی سے قبول کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ قرآن کے حقیقی، آفاقی پیغام میں انہیں اپنے مسائل کا اصل حل نظر آیا۔

میں نے الھدی کے ماحول میں ڈاکٹر صاحبہ کی دھیمی، نرم، واضح اور شفقت بھری آواز ہی سنی۔ کبھی ان کے لہجہ کو درشت نہ پایا۔ کبھی کسی کے بارے میں کوئی منفی بات یا انداز نہ دیکھا۔ ہر ایک کے لیے دل میں ایک درد اور محبت ہی نظر آئی۔ مجھے بہت قریب سے انہیں دیکھنے اور ان کے ساتھ وقت گزارنے کا موقع ملا۔ ان کے بچے میری نگاہوں کے سامنے زندگی کے مختلف مراحل طے کرتے بڑے ہوئے۔ ایک نارمل، محبت بھرا خاندان جس کا مشن تعلیم قرآن کے سوا کچھ نہ رہا۔ مجھے اللہ نے یہ توفیق دی کہ میں نے استاذہ محترمہ سے زندگی گزارنے کے بہت سے قرینے سیکھے۔ مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی ہچکچاہٹ نہیں کہ انہوں نے بہت پیار سے میری نوک پلک سنواری، عملی زندگی کی بہت سے سبق میں نے ان ہی کو دیکھ کر یاد کیے۔ ان کے ساتھ حضر میں بھی وقت گزارا اور مختلف سفروں میں بھی ان کی ہم نشینی سے فائدہ اٹھایا۔ ہمیشہ انہیں نرم دلی اور مہربانی کے بازو کھولے پایا۔

تاریخ شاہد ہے کہ اللہ کا دین پھیلانے والوں کے خلاف منافرت پھیلائی گئی، ان کے کندھے جھکانے کی بہت کوششیں کی گئیں، خالص اور سچے دین کی اشاعت، اشتعال پسندی کے بجائے اعتدال پسندی پر مبنی دین کی ترویج بہت سوں کے لیے ہمیشہ مسئلہ بنی رہی مگر یاد رہے تاریخ خود بہت بڑی گواہ ہے۔ زمانے کا مؤرخ جو لکھتا ہے وہ ثبت ہو کر رہتا ہے۔ تاریخ جب بھی لکھی جائے گی الھدی کی قرآنی خدمات سنہرے الفاظ سے جگمگائیں گی۔ دشمن خواہ اپنے ہوں یا غیر اس کا اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ مثالیں بہت سی ہو سکتی ہیں مگر صرف ایک پر اکتفا کافی ہو گا۔ امام بخاریؒ کو ان کی اعلیٰ ترین خدمات کے باوجود آخری دور میں تکالیف کا نشانہ بنایا گیا مگر ان کے علمی کارنامے کو پس پشت نہ ڈالا جا سکا۔ **اصح الکتاب بعد کتاب اللہ** کا لقب صحیح بخاری کے بعد کسی اور کتاب کو نہ مل سکا۔

کسی بھی آزمائش کے وقت میں اہل ایمان کا رویہ ایک دوسرے کے لیے کیسا ہونا چاہیے۔اس بارے میں کتاب وسنت ہماری یہ رہنمائی فرماتے ہیں۔

۱۔واقعہ افک کے پس منظر میں نازل ہونے والی یہ آیت ہر دور میں اہل ایمان کے لیے مشعل راہ ہے۔

وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا (النور:16)

''اور کیوں نہیں جب تم نے اسے سنا تو کہا: یہ ہمارے لیے جائز نہیں کہ ہم اس کے بارے میں بات کریں۔''

۲۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''مومنوں کی مثال ایک دوسرے سے محبت کرنے ،ایک دوسرے پر رحم کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ شفقت کرنے میں ایک جسم کی طرح ہے، جب وہ کسی چیز کی شکایت کرتا ہے تو سارا جسم درد اور بخار کے ذریعے اس کا ساتھ دیتا ہے۔''(متفق علیہ)

۳۔اہل ایمان کو وہ رویہ اختیار کرنے سے بچنا چاہیے جسے قرآن منافقین کا طرز عمل قرار دیتا ہے۔

اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا (آل عمران:120)

''اگر تمھیں کوئی اچھائی پہنچے تو ان کو بری لگتی ہے اور اگر تم کو کوئی برائی پہنچ جائے تو یہ اس پر خوش ہوتے ہیں۔''

۴۔ابن حجر الہیثمی کہتے ہیں:''اللہ کے بندوں کا مذاق اڑانا اور ان کی تضحیک کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔''

اللہ سے دعا ہے کہ وہ تمام دین کا کام کرنے والوں کی حفاظت فرمائے اور دشمنوں کے شر سے انہیں بچائے۔آمین

زبیدہ عزیز

16.12.2015